نظرات

۱۲ رمئی ۱۹۸۴ء دوپہر کو نماز ظہر کے معاً بعد عالم اسلام کی ایک عظیم علمی و دینی شخصیت مسلمانان ہند کے مخلص رہبر و قائد اور ادارہ ندوۃ المصنفین دہلی کے بانی مفکر ملت حضرت مفتی عتیق الرحمان عثمانی اس جہانِ فانی سے عالم بقا رہم سب کو، اور ملتِ اسلامیہ کو روتا بلکتا ہوا چھوڑ کر چلے گئے۔ اس وقت انکی وفات کو چودہ سال پورے ہو چکے ہیں ان کی وفات کے بعد سے اب تک ملتِ اسلامیہ جن پریشان کن مسائل سے دوچار رہی ہے وہ سب ہی پر عیاں ہیں اس دوران میں مسلمانانِ ہند پر کیا کیا بیتی ہے اس کی بڑی لمبی داستان ہے جس کے اظہار کے لئے بھی بہت بڑا وقت درکار ہے لیکن پھر بھی مختصراً ہم یہ بیان ضرور کریں گے۔ کہ مفتی صاحب کی رحلت کے بعد ملت اسلامیہ ہند اپنے مخلص راہنماؤں سے تقریباً تقریباً محروم ہی ہو کر رہ گئی۔ ہم یہاں یہ تو نہیں کہیں گے کہ مخلص راہنما ختم ہو گئے یہ کہنا نہ صرف غلط بلکہ حماقت ہے۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ مخلص و ہمدرد ملت راہنما قوم کی روش کو دیکھ کر یا بھانپ کر گوشہ نشین ہو گئے اور انہوں نے اپنے کو کسی بھی قومی پروگرام سے الگ ہی رکھنے میں عافیت سمجھی، حالانکہ مفتی صاحب کی رحلت کے بعد ہندوستانی مسلمانوں پر ایک عدالتی فیصلے کے ذریعہ مسلم پرسنل لا کی صورت میں جو قہر ٹوٹا تھا وہ کچھ کم تکلیف کا نہیں تھا بلکہ بڑی شدت کا قہر آلود زخم تھا لیکن اس وقت حضرت مولا

سید ابوالحسن علی ندوی کی محترم و معظم شخصیت اللہ انہیں تا دیر سلامت رکھے نے ملت کی مخلصانہ راہنمائی کی اور اس مسئلہ کو ارباب اقتدار سے اس طرح حل کرایا کہ کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹی اور پارلیمنٹ تک کی منظوری سے وہ عظیم الشان کام کرا دیا جس پر واقعی حیرت ہی ہوتی ہے اور یقیناً یہ عظیم الشان کام ملت اسلامیہ ہند کے لئے مدتوں فلاح و بہبودگی اور دینی حیثیت سے ہر طرح اطمینان کا باعث ہی رہے گا۔ لیکن اس کے بعد ایک مسئلہ مسلمانان ہند کے سامنے بابری مسجد کی صورت میں پیدا کیا گیا اور اس میں ہندوستان کی فرقہ پرست طاقتوں نے جس منصوبہ بندی عیاری و مکاری کے ساتھ دلچسپی لی اسے مسلمانان ہند کے سیاسی قائدین نے کبھی بھی سنجیدگی سے دیکھنے کی شاید ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ اس مسئلہ کے منظر عام پر آنے سے مسلمانوں کے کئی قائد بذات خود تو یقیناً فائدہ میں ہو گئے اور انھیں قوم کی لیڈری کی رجسٹری دپارلیمنٹ کی ممبری بھی مل گئی لیکن ملت کو اس سے جس قدر نقصان اٹھانا پڑا ہے اس کا صحیح حساب و کتاب تو انشاء اللہ مستقبل میں کوئی تاریخ داں تاریخ میں مرقوم کریگا مگر ہماری آنکھوں نے دیکھا کہ کتنے ہی گھر اجڑ گئے سینکڑوں نہیں ہزاروں بچے یتیم ہو گئے اور اتنی ہی عورتیں بیوہ بھی ہو گئیں ملت کی سینکڑوں خاتونیں اپنی عصمت ہی کو بچانے میں در بدر بھٹکتی رہیں اس پر بھی انھیں ناکامی ہی ہاتھ لگی ہائے رے وہ دن وہ راتیں جب ملت کے لئے بابری مسجد کے انہدام کی خبریں مصیبتوں و پریشانیوں اور قتل و غارت گری کا باعث ہوئیں۔ کون انھیں بھلائے گا اور کون ہوگا جو اس درندگی و وحشت کو فراموش کرے گا۔ اس میں شک نہیں کہ ملت کے قائدین نے

یا بابری مسجد کے سلسلے میں اپنی ناعاقبت اندیشہ کا جس طرح مظاہرہ کیا اس پر اس قسم کی تباہی و بربادی کا نظارہ دیکھنا کوئی حیرت انگیز بات نہیں تھی "قائدین" کی بیکار کی "جذباتیت" نے جو کھیل و تماشہ دکھایا وہ کبھی نہ ہوتا اگر مفتی عتیق الرحمان عثمانیؒ جیسے رہنمایانِ ملت موجود ہوتے بار بار ان کی یاد آتی ہے ان کی یاد تازہ ہوتی ہے تو وہ یوں ہی نہیں بلکہ اس کے پس پردہ بہت سے حقائق ہیں ۱۹۴۷ء کے بعد ہندوستانی مسلمان جس کسمپرسی کے عالم میں تھے اس وقت تو اس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا ہے۔ اس وقت امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمانؒ، مفکر ملت حضرت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ جیسے مخلص و ہمدرد اور دانشورانِ ملت موجود تھے اللہ کے فضل و کرم سے اور ان کی مدبرانہ قیادت نے ملت کو آزاد ہندوستان میں باوقار مقام کا مالک بنا دیا اجڑے ہوئے لوگ بس گئے۔ تعصب و تنگ نظری کے فضا میں اس تیزی کے ساتھ تبدیلی آئی کہ حیرت ہی ہوتی ہے۔ جو لوگ مسلمانوں کو غدار کہتے تھے وہ ہی انھیں قوم پرست کہنے پر مجبور ہوئے۔ جو فرقہ پرستی کی باتیں کرتے تھے وہ ہندو مسلم اتحاد کے لئے ہی کوشاں ہو گئے۔ یقیناً اس میں مخلص قائدین کی دانشورانہ اور صبر و تحمل اور خالی جذبات سے عاری باتوں کا پورا پورا دخل تھا۔ بابری مسجد کے سانحہ کے وقت مسلمانانِ ہند نے ان قائدین مرحوم کی کمی کو زبردست شدت کے ساتھ محسوس کیا لیکن جو خدا کی مرضی اس کے سامنے کسی کی مرضی کو کیا دخل ہو سکتا ہے۔ مفکرِ ملت حضرت مفتی عتیق الرحمان عثمانیؒ بڑی خوبیوں کے مالک تھے وہ جذبات و غصہ سے عاری

تھے۔ ہمیشہ ہی صبر و تحمل کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ غریبوں و مسکینوں سے ان کی ہمدردی و لگاؤ خاص بات تھی وہ دہلی وقف بورڈ کے چیرمین رہے مدتوں ممبر رہے وہاں انھوں نے وقف مسائل کو بڑی خوبی سے حل کیا اور مستقبل کے لئے وقف جائداد و املاک کی حفاظت کا قابل تحسین انتظام کیا۔ وہ بیرونِ ملک بھی گئے۔ بیرون ملک کی اچھائیوں و خوبیوں کو نوٹ کیا اور واپسی میں اپنے ملک والوں کو اپنے مشوروں سے مستفیض فرمایا۔ دینی مدارس میں ان کی تعارُر طلباء کے لئے مشعل راہ ہوتیں۔ آج چودہ برس ہوگئے ان کی رحلت کو مگر انکی یاد اب بھی تازہ ہے ان کے عظیم الشان کارنامے جو قوم و ملک کی فلاح و بہبودگی کے نقطۂ نظر سے انہوں نے انجام دیئے وہ تاریخ میں زرّیں عنوان سے ثبت ہوں گے اور ان کے اصول ان کی نیکیاں ان کے اچھے اعمال حسن و تدبّر کی باتیں مخلصانہ و ہمدردانہ ملت سے بھرپور خوبیٔ قیادت کی یاد مدتوں عالم اسلام اور ملک و قوم کے لئے کبھی نہ ختم ہونے والا سرمایہ کی طرح باقی رہے گی انشاءاللہ۔

اللہ تعالیٰ اس مردِ مومن مفتی عتیق الرحمان عثمانیؒ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حج کے موقع پر امسال منیٰ میں حاجیوں کے خیمے میں زبردست آگ سے تباہی و بربادی کا بڑا ہی ہولناک حادثہ پیش آیا۔ سینکڑوں جان بحق ہوئے اور ہزاروں حاجی لا پتہ و زخمی ہوگئے۔ نیوز ایجنسی اور اخبارات کی رپورٹ کے مطابق تقریباً ۷۰ ہزار خیمے جل کر خاکستر ہوگئے۔ یہ حادثہ آگ کیوں